۱۴ ربیع الآخر ۱۴۴۶ھ / 18 اکتوبر 2024ء

تَزْیِیْنِ سَیِّئات....

شیطانی دھوکا

(عصرِ حاضر کے چند خوش نما قبیح اُمور پر تبصرہ)

(پہلا حصہ)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

Join our channel | Follow our Account | Jamia Nizamia Rizvia Like our Page | Jamia Nizamia Rizvia Like our Page | Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَأَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغۡوَیۡتَنِیۡ لَاُزَیِّنَنَّ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِیَنَّہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ o اِلَّا عِبَادَکَ مِنۡہُمُ الۡمُخۡلَصِیۡنَ۔ [الحجر 15:39،40]

انسان جس کام کو اچھا سمجھے اُس کے لیے وقت بھی نکالتا ہے، کوشش بھی کرتا ہے، صلاحیتیں بھی استعمال کرتا ہے اور مال بھی خرچ کرتا ہے... جب کہ جس چیز کو بُرا سمجھے اُس سے بچتا ہے اور دُور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

ظاہر ہے کہ انسان برائی سے تبھی باز رہے گا جب وہ اُسے برا سمجھے گا، اگر لاعلمی یا غلط فہمی کی وجہ سے وہ "شر" کو "خیر" اور "سیّئہ" کو "حسنہ" سمجھنے لگے تو اُس سے اجتناب کے بجائے انہماک کے ساتھ اُسے کرنے میں مصروف ہو گا۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو بُرے کام کو اچھا سمجھتے ہیں؟ جواب یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت اِس بیماری میں مبتلا ہے... بلکہ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہو گا کہ ہم خود بھی کئی برائیوں کو بُرا نہ سمجھنے کی وجہ سے اُن کا ارتکاب کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر کائنات میں سب سے بدترین چیز کفر ہے... اپنے پیدا فرمانے والے اور نعمتیں عطا کرنے والے ربّ کو نہ ماننا سب سے بڑی خیانت، بے حیائی اور برائی ہے، مگر اربوں کی تعداد میں لوگ ایسا کر رہے ہیں اور نہ صرف خود اِس بدترین امر میں مبتلا ہیں، بلکہ اِس کو فروغ دینے کے لیے اپنی صلاحیتیں، مال اور وقت بھی صَرف کرتے ہیں۔ یوں ہی اپنے خالق کی نافرمانی سے زیادہ نازیبا کام کیا ہو سکتا ہے! مگر کبھی ہم نے سوچا کہ ہر روز ہم کتنی مرتبہ یہ حرکت کرتے ہیں! اور ہمارے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل و شعور سے نوازا ہے تو پھر وہ برائی اور بھلائی / شر اور خیر میں فرق کیوں نہیں کر پاتا؟ کسی قبیح امر کو کیسے حسین سمجھ کر اُس میں مبتلا ہو جاتا ہے؟ دراصل اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آزمائش کے لیے اُن کے بدترین دشمن شیطان کو اُن پر مسلّط کیا ہے... کفار پر وہ پوری طرح حملہ آور ہوتا ہے اور مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت عطا فرماتا ہے، البتہ جو مسلمان مسلسل گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں اور خود اپنے بدخواہ شیطان کے جال میں پھنستے ہیں وہ اُنھیں بھی ورغلانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے... چنانچہ شیطان انسانوں کو وسوسے ڈالتا ہے اور بُرے کاموں سے متعلق عجیب و غریب خیالات دل میں لاتا ہے، حتّٰی کہ انسان اُس کی چال میں آ کر برائی کو اچھائی اور شر کو خیر سمجھنے لگتا ہے۔

ربِّ کریم کا احسان ہے کہ اُس نے قرآنِ حکیم میں شیطان کے مکر و فریب سے بھی آگاہ فرمایا ہے اور اُس سے بچنے کے طریقے بھی ارشاد فرمائے ہیں، مگر افسوس کہ قرآن و سنت سے دُوری کے سبب لوگ اُس کے دھوکے میں مبتلا ہو کر بے شمار ایسے کاموں کو اچھا سمجھتے اور کرتے ہیں جو حقیقت میں سخت قبیح اور دُنیا و آخرت میں خسارے کا باعث ہیں۔

چنانچہ آج کے خطبہ میں شیطان کی طرف سے برے اعمال کو مُزَیّن کرنے سے متعلق کچھ باتوں کا ذکر ہو گا۔

تزیینِ سیّئات اور قرآنِ حکیم

قرآنِ حکیم کی متعدد آیاتِ کریمہ میں اِس بات کا تذکرہ ہے کہ شیطان انسان کا بدترین دشمن ہے اور دھوکے میں مبتلا کر کے اُسے تباہی کے راستے پر ڈال دیتا ہے، یوں ہی کئی قومیں ہلاکت و بربادی کا شکار ہوئیں۔

شیطان کا طریقۂ اِغوا: جب خالقِ کائنات نے سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلَوٰاتُ وَالتَّسْلِیْمَات کو پیدا فرما کر فرشتوں کو حکم دیا کہ اُنھیں سجدہ کریں تو شیطان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، پھر اُسے ملعون و مَردود کیا گیا تو اُس نے ربّ تعالٰی کے حضور جَسارت و بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَھُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ o اِلَّا عِبَادَكَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ۔ ”اے میرے ربّ! مجھے اِس بات کی قسم کہ تُو نے مجھے گمراہ کیا! مَیں ضرور بالضرور اُن (انسانوں) کے لیے زمین میں (بُرے کاموں / نافرمانی) کو خوش نُما (اچھا دکھائی دینے والا / دل کش) بنادوں گا اور مَیں ضرور اُن سب کو گمراہ کروں گا o مگر اُن میں سے تیرے وہ بندے جو چُنے ہوئے ہیں (اُن پر میرا بس نہیں چلے گا)۔“ [الحجر 15:39، 40]

آیتِ کریمہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ شیطان نے پیدائشِ سیدنا آدم علیہ السلام کے وقت سے ہی تمام انسانوں کو گمراہ کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے اور یہ بھی بیان فرمایا گیا کہ اُس کا طریقۂ واردات کیا ہوتا ہے! وہ بُرے کاموں کو اچھا کر کے دکھاتا ہے اور قبیح کو دل کش بنا دیتا ہے... البتہ محبوبانِ خدا / ربّ تعالٰی کے چُنے ہوئے بندوں پر اُس کا بس نہیں چلتا اور وہ شیطانی فریب سے محفوظ رہتے ہیں۔

شیطان کا نشانہ: شیطان کن لوگوں کو اِغوا کر کے اپنے جال میں پھانستا ہے؟ اِس حوالے سے قرآنِ کریم راہ نمائی فرماتا ہے کہ کفار پوری طرح شیطان کا کھلونا ہوتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالٰی ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّآ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ تَؤُزُّھُمْ اَزًّا۔ ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان بھیجے وہ اُنہیں (نافرمانی پر) خوب اُچھالتے ہیں۔“ [مریم 19:83]

مسلمان اَعُوْذُ بِاللہ وغیرہ کے ذریعے ربِّ کریم کی پناہ حاصل کر لیتے ہیں تو کئی شیطانی چالوں سے محفوظ رہتے ہیں، البتہ گناہوں سے توبہ نہ کرنے اور مسلسل نافرمانیوں کی وجہ سے بہت مرتبہ دل سخت ہو جاتا ہے... یعنی دل میں ربّ تعالٰی کی بارگاہ میں پیشی اور سزا کا خوف ختم ہونے لگتا ہے اور اُس پر آیاتِ کریمہ و احادیثِ طیّبہ کا اثر نہیں ہوتا... ایسے دلوں پر شیطان کا اثر قوی ہو جاتا ہے، پھر وہ وسوسے ڈالتا ہے اور برے کاموں / گناہوں سے متعلق عجیب و غریب خیالات لاتا ہے، جس کے نتیجے میں انسان برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے۔

ارشادِ باری تعالٰی ہے: وَلٰکِنْ قَسَتْ قُلُوْبُھُمْ وَزَیَّنَ لَھُمُ الشَّیْطٰنُ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ ”لیکن اُن کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے آراستہ کر دیا۔“ [الانعام 6:43]

انسان کو چاہیے کہ شریعت پر عمل کرے اور گناہوں سے تائب ہو؛ تاکہ رحمتِ الٰہی اُسے شیطانی اثرات سے محفوظ رکھے۔

تزیینِ سیئات... جھوٹ بولنا اور اُسے پھیلانا

دینِ متین تربیت فرماتا ہے کہ نہ تو جھوٹ بولنا جائز ہے اور نہ ہی اُسے پھیلانے میں کسی طرح کے تعاوُن کی گنجائش ہے؛ اِسی لیے ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ جب تک کسی بات کی حقیقت معلوم نہ ہو اُسے دوسروں تک ہر گز نہ پہنچائیں۔

ارشادِ ربّانی: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا۔ ”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اُس کی تحقیق کر لیا کرو!“ [الحجرٰت 6:49]

فرمانِ مصطفوی: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔ ”انسان کے لیے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے۔“ (صحیح مسلم، حدیث: 5) یعنی بغیر تحقیق کے باتیں پھیلانے والا شخص ضرور جھوٹ میں مبتلا ہو جائے گا؛ کیونکہ ہر بات کا سچا ہونا ممکن ہی نہیں۔

شیطانی دھوکا: جھوٹ جیسے بدترین گناہ کو بھی شیطان اپنے وساوس کے ذریعے انسان کی نظر میں یوں آراستہ کرتا ہے کہ لوگ شوق سے جھوٹ بولنے اور پھیلانے لگتے ہیں، مثلاً:

- سیاسی جیالے اپنی پارٹی کے حق میں اور مخالفین کے خلاف جان بوجھ کر جھوٹ پھیلاتے ہیں اور اِسے ”وفاداری“ قرار دیتے ہیں۔
- سوشل اکاؤنٹس کو مشہور کرنے کے لیے ایسی خبریں پھیلائی جاتی ہیں جن کا کوئی سر پاؤں ہی نہیں ہوتا۔
- الیکٹرانک میڈیا کے نمائندگان سنسنی پھیلانے کے لیے معمولی باتوں کو بڑھا چڑھا کر اور مرچ مَسالہ لگا کر نشر کرتے ہیں۔
- لوگ بغیر تحقیق کے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگانِ دین کی طرف منسوب باتیں شیئر کرتے ہیں اور اِس قبیح فعل کا ارتکاب کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم اچھی بات کو پھیلا رہے ہیں۔

لمحۂ فکریہ: جھوٹ بولنا اور اُسے پھیلانا... دونوں باتیں سخت گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ دُنیاوی طور پر بہت نقصان دہ ہیں؛ جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ یہ بغیر تحقیق کے باتیں پھیلاتا ہے، وہ لوگوں کی نظر میں قابلِ اعتماد نہیں رہتا... بعض اوقات معمولی کوتاہی کی وجہ سے دوسرے شخص کی بے عزّتی ہو جاتی ہے اور وہ ایک عرصے تک اُس کے اثرات کا سامنا کرتا رہتا ہے... متعدد بار فیک نیوز کے سبب نَوبت لڑائی تک جا پہنچتی ہے... کئی مرتبہ جھوٹی خبروں کی وجہ سے قومی و ملکی سطح پر نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اگر ہم ایک اُصول ذہن نشین کر لیں تو معاشرے میں جھوٹ کا تناسب بہت کم ہو سکتا ہے، وہ یہ کہ جو بات ہم نے کہی یا ہم نے پھیلائی ہے روزِ قیامت ہمیں اُس کا جواب دینا ہو گا۔ ارشادِ ربّانی ہے: إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا۔ ”بے شک کان اور آنکھ اور دِل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔“ [بنی اسرائیل 36:17]

تزیینِ سیئات... مخلوط نظامِ تعلیم

شریعتِ مطہرہ کا ایک اہم اُصول "سدِّ ذرائع" ہے۔ یعنی وہ امر جس کی اپنی حد تک گنجائش نکل سکے اور خود سے وہ جائز ہو، لیکن بعد میں کسی خرابی کا ذریعہ و سبب بنے تو اُسے ابھی سے ختم کر دیا جائے؛ تاکہ خرابی کا اِمکان ہی باقی نہ رہے... آسان الفاظ میں یوں کہہ لیجیے کہ جس ذریعہ سے برائی پیدا ہونے کا خدشہ ہو اُس سبب کی روک تھام کی جائے؛ تاکہ برائی کا راستہ ہی نہ کھلے۔

اِسی اُصول کے تحت اسلام نے ہَوَس پرستی سے بچاؤ اور پاک دامنی کی حفاظت کے لیے حکم فرمایا ہے کہ:

- مسلمان مَرد اور خواتین اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اختلاط سے بچیں۔ نہ مَرد دوسرے کی ماں، بہن کو بُری نظر سے دیکھے، نہ ہی خاتون کسی غیر محرم مَرد پر بُری نظر ڈالے... اور نہ ہی حضرات و خواتین کی مخلوط مجالس ہوں۔
- خواتین پردے کا اہتمام کریں؛ فتنہ کے وقت غیر مَحرموں کے سامنے چہرہ نہ چھپانا اللہ تعالیٰ اور رسولِ مکرّم ﷺ کی نافرمانی ہے۔
- اجنبی مَرد و عورت کسی جگہ تنہائی اختیار نہ کریں؛ یہ کئی گناہوں کا ذریعہ ہے۔
- خاتون اپنے محرم یا شوہر کے بغیر اکیلے شرعی مسافت کا سفر نہ کرے؛ ورنہ سخت گناہ گار ہوگی۔

ارشادِ ربّانی: يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّ---

"اے غیب کی خبریں دینے والے! آپ اپنی ازواج اور اپنی صاحب زادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رکھیں (جب کسی حاجت کے لیے نکلنا ہو تو سر اور چہرے کو چھپائیں)۔"[1] [الاحزاب 59:33]

فرمانِ مصطفوی: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشادِ نبوی مروی ہے: لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ، وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ۔ "کوئی بھی مَرد کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ ہرگز تنہائی اختیار نہ کرے... اور کوئی بھی عورت محرم (یا شوہر) کے بغیر ہرگز سفر (شرعی) نہ کرے۔" یہ اِرشاد سُننے کے بعد ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کی: يَا رَسُولَ اللهِ! اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا، وَخَرَجَتِ امْرَأَتِي حَاجَّةً۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! فلاں غزوہ کے مجاہدین میں میرا نام بھی درج ہے اور میری بیوی حج کرنے کے لیے روانہ ہو چکی ہے، (اب مَیں جہاد میں شرکت کروں یا اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لیے چلا جاؤں؛ تاکہ وہ اکیلی سفر نہ کرے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اِرْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ»۔ "جا کر اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔" (صحیح بخاری، حدیث: 3006)

اسلام مسلمانوں کو علم سیکھنے اور اُسے پھیلانے کا حکم دیتا ہے، مگر تعلیم ہو یا کوئی اور شعبہ... بہر حال بنیادی اُصول و ضوابط ہر جگہ لاگو ہوتے ہیں۔ یعنی نظامِ تعلیم میں بھی سدِّ ذرائع کا لحاظ لازم ہے اور ہرگز ایسے طریقہ کی گنجائش نہیں جو بے حیائی اور گناہ کا ذریعہ بنے۔

---

[1] خواتین کے لیے چہرہ چھپانے کے حکم سے متعلق تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں "تبیان القرآن" از شیخ الحدیث والتفسیر مفتی غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ

شیطانی دھوکا: اِن حسین تعلیمات کے مقابلے میں شیطان نے بے حیائی کو ایسا مُزَیّن کیا کہ مخلوط نظامِ تعلیم ایجاد کر دیا گیا، پڑھائی اور سیکھنے کے نام پر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو اکٹھا بٹھا دیا گیا۔ پھر اِس پر وسوسوں کو دلائل کا نام دے کر کہا جاتا ہے:

- لڑکیوں کو گھر میں قید کر دینا اُن پر ظلم ہے اور حالات کے تقاضوں کے منافی ہے۔
- بچیوں کو برابری کے حقوق دیے بغیر معاشرہ ترقّی نہیں کر سکتا۔
- ساری دُنیا ایسا ہی کر رہی ہے تو ہم ایک الگ انداز کیسے اختیار کر لیں!

لمحۂ فکریہ: اِس صورتِ حال میں پہلے تو ہمیں اپنے ضمیر سے یہ پوچھنا چاہیے کہ کیا مسلمان کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوبِ مکرّم ﷺ کے واضح احکام کے مقابلے میں ایسے بے سروپا بہانے بنائے؟ پھر اِس بات پر غور کیجیے کہ جن ممالک نے یہ نظام ایجاد کیا اور پروان چڑھایا ہے، کیا اُن کے ہاں اِس کے نتائج قابلِ رشک ہیں؟ ہرگز نہیں! اُن ممالک میں نوجوانوں کی صورتِ حال پر لکھی گئی رپورٹس کو پڑھ کر رَونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔[1] پھر دوسروں کو چھوڑیے! اپنے ملک کو لیجیے! پاکستان میں آئے روز بچیوں سے متعلق جو خبریں گردش کرتی ہیں اور کالجز، یونی ورسٹیز کے جو حالات ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ حالیہ ہفتے میں پنجاب کے ایک کالج کے مبیّنہ واقعہ پر ملک بھر کے طلبہ اور طالبات سراپا احتجاج ہیں۔ اِن حالات کو سامنے رکھتے ہوئے اقبال علیہ الرحمہ کے اشعار یاد آتے ہیں:

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ[2]
رَوِشِ مغربی ہے مدِّ نظر
وَضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ[3]
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین
پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اقبال جدید نظامِ تعلیم کو ڈراما (شیطانی دھوکا) کہہ کر جس سین کا انتظار کر رہے تھے وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اب تو آنکھیں کھل جانی چاہییں اور شیطانی دھوکے کو سمجھ جانا چاہیے۔ عافیت و بھلائی اِسی میں ہے کہ شرم و حیا کو فروغ دیا جائے... تعلیم کے ساتھ نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کا بھی بھرپور اہتمام کیا جائے... اور بچیوں کے لیے شرعی تقاضوں کے مطابق الگ سے تعلیم کا نظام ہو۔

---

[1] اِس حوالے سے کتاب "فریبِ تمدّن" کا مطالعہ مفید ہے۔ https://www.rekhta.org/ebooks/fareb-e-tamaddun-ikramullah-ebooks?lang=ur

[2] فَلَاح: کامیابی، نجات۔ اقبال بطورِ طنز و تمسخر کہتے ہیں: قوم نے کامیابی کا بہت بڑا ذریعہ تلاش کیا ہے کہ بچیوں کو انگریزی پڑھنے پر لگا دیا ہے!

[3] رَوِشِ مَغْرِبی: یورپی تہذیب و تمدّن اور نظامِ تعلیم۔ وَضعِ مَشْرِق: مشرقی ممالک کی اقدار۔ یعنی عقل کے اندھے یورپی تہذیب و تمدّن اور مغربی نظامِ تعلیم کو پسند کرنے لگے ہیں اور مشرقی اقدار کو اختیار کرنا اپنے لیے معیوب و گناہ سمجھتے ہیں۔

تزیینِ سیّئات... تشریحاتِ اکابر سے رُوگردانی

سرورِ عالم ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ سے واضح ہوتا ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ، خصوصًا قیامت کے قریب ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو فتنہ پھیلانے کے لیے قرآن وسنت کی مَن مانی تشریحات کریں گے اور ایسی نئی تحقیقات پیش کریں گے جو اکابرِ دین کے بیان کردہ اُصولوں کے خلاف ہوں گی۔ نبیِ کریم ﷺ نے اِن فتنہ پَروَروں سے دُور رہنے کا حکم دیا۔

علمائے حق نے آیاتِ طیّبہ اور احادیثِ کریمہ کی روشنی میں فتنہ پروروں کے دھوکے سے بچنے کے لیے یہ اُصول طے کیے:

⇐ عقائد و نظریات کے حوالے سے "اہلِ سنت وجماعت" کی تشریحات صراطِ مستقیم ہیں۔

⇐ اعمال سے متعلق "ائمۂ اربعہ" (مثلاً برِّصغیر اور دیگر حنفی علاقوں میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ) کی "فقہ" معیارِ حق ہے۔

⇐ اور تصوّف وطریقت کے حوالے سے "اکابر مشائخِ سلاسل کے طریقے" حقیقت تک رسائی کا ذریعہ ہیں۔

اگر کوئی شخص عقائدِ اہلِ سنت یا فقہِ ائمہ یا طریقۂ مشائخ کے برعکس نیا نظریّہ / جدید تحقیق / انوکھا طریقہ پیش کرتا ہے تو اُسے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

ارشاداتِ نبویہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معلّمِ کائنات ﷺ نے فرمایا: يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَأْتُوْنَكُمْ مِّنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ۔[1] محدثینِ کرام کی تشریح کے مطابق مفہوم یہ ہے کہ "قیامت کے قریب مذہبی راہ نماؤں کے رُوپ میں بڑے دھوکے باز، کثرت سے جھوٹ بولنے والے لوگ ظاہر ہوں گے، وہ اپنا باطل مذہب اور غلط موقف ثابت کرنے کے لیے ایسی باتیں پیش کریں گے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔"

ایسے لوگوں سے متعلق اُمّت کو کیا کرنا چاہیے؟ ارشاد ہوا: فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔[2] "اُن سے بچ کر رہنا (نہ اُن کے پاس بیٹھنا، نہ اُن کی باتیں سننا)؛ کہیں وہ تمھیں گمراہ نہ کر دیں اور فتنے میں مبتلا نہ کر دیں۔" (صحیح مسلم، حدیث:7)

سیدنا ابو ثعلبہ خُشَنِی رضی اللہ عنہ سے مروی ارشادِ نبوی میں یہ جملے بھی ہیں: حَتّٰى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُّطَاعًا، وَهَوًى مُّتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِيْ رَأْيٍ بِرَأْيِهٖ، وَرَأَيْتَ أَمْرًا لَّا يَدَانِ لَكَ بِهٖ[3] فَعَلَيْكَ خُوَيْصَّةَ نَفْسِكَ، وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ؛ فَإِنَّ مِنْ

---

[1] أَيْ: يُلَبِّسُوْنَ وَيُزَوِّرُوْنَ أَنْفُسَهُمْ عُلَمَاءَ وَمَشَايِخَ مِنْ أَهْلِ النَّصِيْحَةِ وَالصَّلَاحِ، ثُمَّ يَدْعُوْنَ النَّاسَ إِلٰى مَذَاهِبِهِمُ الْبَاطِلَةِ وَآرَائِهِمُ الْفَاسِدَةِ۔ وَالْمُرَادُ بِـ"الْأَحَادِيْثِ" أَعَمُّ مِنْ أَحَادِيْثِ الرَّسُوْلِ وَغَيْرِهَا۔ وَالْمُرَادُ بِعَدَمِ السَّمَاعِ الْمَذْكُوْرِ عَدَمُ ثُبُوْتِهَا فِي الدِّيْنِ وَكَوْنُهَا بُهْتَانًا وَافْتِرَاءً فِيْهِ۔ (لمعات التنقيح، تحت الحديث:154)

[2] فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ: فَبَاعِدُوْا أَنْفُسَكُمْ عَنْ مُجَالَسَتِهِمْ وَآذَانَكُمْ مِنْ سَمَاعِ أَبَاطِيْلِهِمُ الْمُمَوَّهَةِ۔ (الكوكب الوهّاج، تحت الحديث)

[3] قَوْلُهٗ: "لَا يَدَانِ" بِكَسْرِ النُّوْنِ، أَيْ: لَا قُدْرَةَ وَلَا طَاقَةَ لَكَ عَلٰى دَفْعِهٖ وَإِنْكَارِهٖ۔ (كفاية الحاجة في شرح سنن ابن ماجه: 487/2)

وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ... یعنی "جب تم یہ حالات دیکھو کہ (اتباعِ حق اور فکرِ آخرت کے بجائے) بخیلی کی تابع داری ہو رہی ہے... لوگ خواہشات کے پیچھے پڑے ہیں... دُنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے... ہر شخص اپنی رائے پر خوش اور نازاں ہے... اور ایسا معاملہ دیکھو کہ تمہارے اندر اُسے روکنے کی طاقت نہ ہو تو خود کو بچانا اور عوام کو چھوڑ دینا؛ کیونکہ اب صبر کے ہی کچھ دن باقی ہوں گے..." (سنن ابن ماجہ:4014)

"ہر شخص اپنی رائے کو پسند کرے گا" اِس جملے کی تشریح کرتے ہوئے محدثینِ کرام نے فرمایا: مطلب یہ کہ لوگ نہ تو اِس قابل ہوں گے کہ خود شرعی دلائل (قرآن وسنت اور اِجماع وقیاس) سے مسائل حل کر سکیں اور نہ ہی اماموں کی تقلید کریں گے، وہ اپنی تحقیق پر ناز کریں گے اور جو اُنھیں سمجھ آئے گا اُس کے بارے میں کہیں گے کہ "یہی صحیح ہے"۔[1]

شیطانی دھوکا: اِن واضح نصوص کے باوجود شیطانی دھوکے کا نتیجہ ہے کہ آئے روز نت نئے فتنے اُٹھتے ہیں اور علمی بونے دینی راہ نماؤں کے روپ میں من مانی تحقیقات پیش کرتے ہیں۔ پھر اپنی گمراہی کو چھپانے کے لیے اِس طرح کے دل کش جملے کہتے ہیں:

- سب سے بڑے امام رسول اللہ ﷺ ہیں؛ لہٰذا حدیث کے مقابلے میں کسی امام کی فقہ پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔
- ہم بابوں کی نہیں، کتابوں کی بات مانیں گے۔
- ہمارے دَور میں علمی ذرائع تک رسائی پرانے زمانوں کی بنسبت بہت آسان ہے؛ جو تحقیق ہمارے پیشِ نظر ہے ممکن ہے کہ پہلے دَور کے لوگوں نے یہ بات پڑھی ہی نہ ہو۔

لمحۂ فکریہ: اِس صورتِ حال میں ہم غور کریں:

i. ایک طرف ایسے افراد کا فتنہ ہے جنھیں عربی تو کجا! پوری طرح قرآن وحدیث کا ترجمہ بھی نہیں آتا، وہ شیطانی وساوس کو نئی تحقیقات قرار دے کر عوام کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور اُن کی نشان دہی کرتے ہوئے سرورِ عالم ﷺ نے اُنھیں بڑا جھوٹا اور دجّال قرار دیا ہے۔

ii. دوسری طرف اُن اکابر بزرگانِ دین کی تشریحات ہیں جنھوں نے عمر بھر قرآن وحدیث اور اُن سے متعلقہ علوم کی خدمت کی، صدیوں سے اُمّت اُن کی تشریحات پر عمل کر رہی ہے، حتّٰی کہ جب شیطان نے ربِّ کریم کے سامنے جسارت کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ مَیں ضرور تمام انسانوں کو گمراہ کر دوں گا تو ساتھ ہی کہا تھا: إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ۔ "مگر اُن میں سے تیرے وہ بندے جو چُنے ہوئے ہیں (اُن پر میرا بس نہیں چلے گا)۔" [الحجر 15:39،40]

چنانچہ خود فیصلہ کر لیجیے کہ اِن دونوں میں سے کس کے پیچھے چلنے میں کامیابی اور نجات ہے!

ہمیں اپنا اُصول بنا لینا چاہیے کہ اکابرِ دین کی تشریحات کے خلاف کسی جاہل انجینئر، ڈاکٹر یا اسکالر کی بات قبول نہیں کریں گے۔

---

[1] أَيْ: مِنْ غَيْرِ نَظَرٍ إِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ، وَالْقِيَاسِ عَلَى أَقْوَى الْأَدِلَّةِ وَتَرْكِ الِاقْتِدَاءِ بِنَحْوِ الْأَئِمَّةِ الْأَرْبَعَةِ۔
(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، تحت الحدیث:5144)

حرفِ آخر... شیطانی چال اور اُس کے خلاف ڈھال

انسان کا سب سے بڑا اور خطرناک ترین دشمن شیطان ہے۔ وہ انسان کی پیدائش سے لے کر اُس کی موت تک اُسے ہلاکت میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ربّ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔ ”بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسے دشمن سمجھو (اچھے اعمال کر کے اُسے ذلیل کرو)، وہ تو اپنے گروہ کو اِسی لیے بلاتا ہے؛ تاکہ وہ بھی دوزخ والے ہو جائیں۔“ [فاطر 6:35]

شیطان انسان کو اتنی چالاکی کے ساتھ اپنے دام میں پھنساتا ہے کہ انسان کو اُس کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ یہ ربِّ کریم جلّ جلالہٗ اور اُس کی عطا سے اُس کے حبیبِ لبیب ﷺ کا احسانِ عظیم ہے کہ اُنھوں نے ہمیں شیطان کی دشمنی سے بھی آگاہ فرمایا... اُس کی چالوں سے بھی خبردار کیا... اور اُس کے شر سے بچنے کے طریقے بھی ارشاد فرمائے۔

آج کے خطبہ میں ذکر کیے گئے اُمور میں سے چند اہم یہ ہیں:

- جو لوگ شریعت پر عمل کریں اور ربِّ کریم کی بارگاہ میں أَعُوْذُ بِاللّٰه وغیرہ کے ذریعے شیطان سے پناہ کی التجا کرتے رہیں مالکِ کریم اُنھیں اپنی رحمت کے ساتھ شیطان کے شر سے محفوظ رکھتا ہے... جب کہ مسلسل نافرمانی اور گناہوں سے توبہ نہ کرنے کے سبب شیطان کا اثر قوی ہو جاتا ہے اور وہ انسان کو آسانی سے اپنے جال میں پھنسا لیتا ہے۔
- شیطان کا طریقۂ واردات یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، ایسے خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ انسان برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے، قبیح چیز خوش نما محسوس ہوتی ہے اور جس بات سے دُور بھاگنا چاہیے انسان اُسے شوق کے ساتھ کرنے لگتا ہے۔
- محبوبانِ خدا اپنے مالکِ کریم کی حفاظت میں رہتے ہیں اور اُن پر شیطان کا بَس نہیں چلتا۔
- جھوٹ بولنا اور اُسے پھیلانا... دونوں ہی باتیں گناہ بھی ہیں اور اِن کے دُنیاوی نقصانات بھی بہت زیادہ ہیں۔ شیطان بہت مرتبہ جھوٹ کو دل کش بنا دیتا ہے اور انسان اُسے مفادات یا غلط فہمی کی وجہ سے لگن کے ساتھ پھیلانے لگتا ہے۔

  ہمیں خوب ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جو بات ہم نے خود کہی یا کسی ذریعہ سے پھیلائی اُس کے بارے میں جواب دینا ہو گا۔
- مخلوط نظامِ تعلیم بھی ایک شیطانی دھوکا ہے، جس کے بُرے اثرات دُنیا بھر میں دکھائی دے رہے ہیں اور اہلِ پاکستان بھی اُن سے محفوظ نہیں ہیں۔ جب قرآن و سنت میں واضح طور پر خواتین کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نیز مَرد و خواتین کے اختلاط اور تنہائی سے روکا گیا ہے تو ہم مخلوط نظامِ تعلیم کو کیسے اچھا قرار دے سکتے ہیں یا اِس کے بہتر نتائج کی کیسے توقّع کر سکتے ہیں!

عافیت و بھلائی اِسی میں ہے کہ ہم اپنے گھر سے آغاز کر کے معاشرے بھر میں شرم و حیا کو فروغ دیں... تعلیم کے ساتھ بچوں اور بچیوں کی اخلاقی تربیت کا بھی بھرپور اہتمام کریں... اور بچیوں کے لیے شرعی تقاضوں کے مطابق الگ سے تعلیم کا نظام ہو۔

❖ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر آگاہ فرمایا تھا کہ قیامت کے قریب مذہبی راہ نماؤں کے رُوپ میں بڑے دھوکے باز اور کثرت سے جھوٹ بولنے والے لوگ ظاہر ہوں گے، وہ اپنا غلط موقف ثابت کرنے کے لیے ایسی باتیں پیش کریں گے جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہو گا، چنانچہ اُن سے بچ کر رہنا۔ اِس خبرِ صادق کی سچائی بھی ہم اپنے دَور میں کھلی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ فتنوں کی یلغار ہے اور سوشل میڈیا کے بے لگاموں نے دین کو مذاق بنا رکھا ہے۔

ایسے میں ہمیں چاہیے کہ دینی تشریحات کے حوالے سے اُردو کی چند کتابیں پڑھ کر خود کو محقق کہنے والوں کے پیچھے لگنے کے بجائے اُن اکابر پر اعتماد کریں جنھوں نے دینی علوم کی خدمت کا حق ادا کیا، صدیوں سے اُمّتِ مسلمہ جن کی تشریحات پر عمل کر رہی ہے اور اُن پر شیطان کا بھی بس نہیں چلتا۔ چنانچہ عقائدِ اہلِ سنت پر استقامت اختیار کریں، فقہِ حنفی پر پختگی کے ساتھ عمل کریں اور بزرگوں کے طریقوں کے مطابق ہی راہِ تصوّف اختیار کریں۔

قدرت کو منظور ہوا تو آئندہ خطبہ جمعۃ المبارک میں بُرے اعمال کو مزیّن کرنے کے شیطانی دھوکے سے متعلق مزید بھی کچھ اُمور کا تذکرہ کیا جائے گا۔

شیطانی دھوکے کی بات کی جائے تو وہ اسرائیلی مظالم کا تذکرہ کیے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ ایک سال سے زیادہ وقت گزر چکا ہے کہ اسرائیلی درندے غزہ پر بارود برسا رہے ہیں... 40,000 ہزار سے زیادہ مسلمان شہید ہو چکے ہیں اور لاکھوں زخمی ہیں... پورے شہر کا ڈھانچہ تباہ ہو چکا ہے اور کھانے پینے کی اشیا سمیت بنیادی ضروریاتِ زندگی بھی میسّر نہیں ہیں... دوسری طرف مسلم حکمران عملی طور پر ظالم کا ہاتھ روکنے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں اور شیطان نے سب کو اِس دھوکے میں مبتلا کر رکھا ہے کہ "اپنے وطن کی حفاظت سب سے پہلے ہے؛ اِس لیے ہم کچھ نہیں کر سکتے"۔ اگر مسلم حکمرانوں اور اسرائیل کے بائیکاٹ سے ہچکچانے والوں کو روزِ قیامت اسرائیل کے حمایتیوں کی صف میں کھڑا کر کے مظلوموں کے خون کا حساب مانگا گیا تو یہ بہانے وہاں ہرگز کام نہیں آئیں گے۔

شرعی مسئلہ: قرآن وسنّت میں وراثت سے متعلق واضح اُصول عطا فرمائے گئے ہیں اور تقسیمِ وراثت سے متعلق جس قدر حسین تشریح اسلام میں ہے دُنیا کے کسی اور مذہب میں نہیں ہے۔

ایسا فعل کرنا جس سے کسی وارث کو وفات کے بعد وراثت نہ ملے، خواتین کو وراثت میں سے اُن کا شرعی حصہ نہ دینا، کسی ایک وارث کا پوری وراثت پر قبضہ کر لینا... یہ سب اُمور سخت حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنے کسی بھی عزیز کی وفات پر دار الافتاء / کسی مستند صحیح العقیدہ عالمِ دین سے رابطہ کر کے مرحوم کی وراثت سے متعلق احکام معلوم کریں؛ تاکہ شریعت کے کسی حکم کی خلاف ورزی کے سبب روزِ قیامت شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے، اپنے فضل واحسان کے ساتھ ہمیں نفس و شیطان اور دیگر تمام مخلوقات کے شرور سے ہمیشہ محفوظ رکھے اور مرتے دم تک شریعت پر عمل کی توفیق سے نوازے۔

خالقِ کائنات تمام اُمّتِ مسلمہ سے مصائب و آلام دُور فرمائے، مظلوموں کی غیبی تائید و نصرت فرمائے، خصوصًا اہلِ غزہ کو اِعانت سے نوازے، اسرائیلی درندوں کو اتحادیوں سمیت تباہ و برباد فرمائے اور اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزّہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق عطا کرے!

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات دے اور حکمرانوں کو ملک و قوم کا خیر خواہ بنائے!

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!